بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول ﷺ

(تقریر عطاء المجیب راشد برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۰)

ابتدائیہ

سامعین کرام! میری خوش بختی اور سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی عنایت سے آج اس عاجز کو بانی جماعت احمدیہ، سیّدنا حضرت مسیح موعود وامام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے اس پہلو پر خطاب کا موقع مل رہا ہے جس کا تعلق آپ کے بے پایاں اور فقیدالمثال عشقِ رسولِ عربی ﷺ سے ہے۔ یہ عشقِ رسولِ مقبول ﷺ آپ کی روح کی غذا تھا۔ اسی سے آپ کی ذات کا خمیر اٹھایا گیا اور اسی میں ہر دم فنا رہتے ہوئے آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ بسر ہوا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا ومطاع خاتم الانبیاء ، محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایسا عشق ومحبت تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ عشق وفدائیت کے انداز اور محبت رسول کی ادائیں اتنی وسیع اور اتنی متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ عشق رسول آپ کی جان تھی اور آپ کا سارا وجود عشق رسول کا ایک شیریں پھل تھا۔ سچی محبت کے جو بھی لوازم اور اثرات ہوتے ہیں ان سے حضرت اقدس کی زندگی کچھ اس طرح بھری ہوئی ہے جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ میں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جس سے اس بیان کا حق ادا ہو سکے۔ چند ایک پہلو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

قلزم بیکراں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا ومولیٰ ، حبیب کبریاء ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالہ سے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ محبت کا ایک قلزم بیکراں ہے۔ اس کی اتھاہ گہرائیوں کا اندازہ کرنے کے لئے ایک عارف باللہ کا دل چاہیئے اور یہ عاجز تو اس راہ کا ایک تہی دست سالک ہے۔ لیکن میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح پاک نے جس بے مثال انداز میں اپنے آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کی محبت میں کلیۃً فنا ہو کر اور اپنے نفس کو لاشے محض یقین کرتے ہوئے جس والہانہ محبت اور فدائیت کے رنگ میں اپنے جذبات کا ذکر کیا ہے اسکی کوئی مثال ساری اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ بات ایک حقیقت ہے جو بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ محبت اور عشق میں جو بلند مقام رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام کو

حاصل ہوا، خدائے ذوالجلال کی قسم! کہ وہ ہر پہلو سے بے نظیر اور فقید المثال ہے۔آپ کی تحریرات کے لفظ لفظ سے عشقِ محمدیؐ کی خوشبو آتی ہے۔آپ کی ہر ادا میں حسنِ محمدیؐ کا عکس دکھائی دیتا ہے۔آپ کے ہر ارادے اور عزم میں ناموس محمدیؐ پر مر مٹنے کا لازوال جذبہ متلاطم نظر آتا ہے۔محبت والفت اور فدائیت کے ایسے ایسے دلربا انداز آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں کہ انسان حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔عشق ومحبت کا کیا والہانہ اعلان ہے:

جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا

یا لیت کانت قُوّۃُ الطیران

اے میرے محبوب! میری روح تو کب کی تیری ہو چکی۔اب تو میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی بے تاب تمنا رکھتا ہے۔اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی!

تحریرات کی روشنی میں

انسان کی تحریرات اس کے دلی جذبات کی بہترین ترجمان ہوتی ہیں۔عشقِ نبیؐ کے حوالہ سے آپ کی تحریرات ایک سدا بہار گلستان کی مانند ہیں جس کا ہر پھول آپ کے عشق ومحبت اور فدائیت کا حسین مرقع ہے۔کس کس حوالہ کو پیش کروں اور کس حوالہ کو چھوڑنے کی جسارت کروں؟

آپ کی روح پرور اور عارفانہ تحریرات میں سے صرف دو نمونے عرض کرتا ہوں۔حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام اپنے آقا ومطاع محمد عربی ﷺ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

☆ ’’وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا۔یعنی انسان کامل کو۔وہ ملائک میں نہیں تھا۔نجوم میں نہیں تھا۔قمر میں نہیں تھا۔آفتاب میں بھی نہیں تھا۔وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔صرف انسان میں تھا۔یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد ومولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

پھر آپ فرماتے ہیں:

☆ ’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلی وسلم وبارک علیہ والٰہ بعدد ھمّہ وغمّہ و حزنہٖ لھٰذہ الامّۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد''

(برکات الدعا صفحہ ۱۰،۱۱)

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے جب عاشقِ صادق مسیح پاک علیہ السلام کا قلم رواں ہوتا ہے تو وفورِ محبت و عشق سے اس میں ایسی شوکت اور رعنائی نظر آتی ہے جو سارے عالمِ اسلام میں کسی اور جگہ نظر نہیں آتی۔

منظوم کلام میں

آپ کے منظوم کلام کو دیکھا جائے تو ایک ایک شعر عشق و محبت میں ڈوبا ہوا، دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا اور جذباتِ فدائیت سے چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر اس دلبرِ حقیقی کو یوں مخاطب فرماتے ہیں:

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

آپ کے فارسی کلام میں بھی ایک عجیب دلربائی ہے۔ اپنے محبوب، محمد مصطفٰے ﷺ کے عشق میں نئے سے نئے انداز آپ کے اشعار میں نظر آتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا۔ روحانی معارف کے لئے تو میں نے صرف اور صرف محمد مصطفٰے ﷺ کے مدرسہ

سے تعلیم پائی ہے۔
آپ کے دل کی آواز یہ تھی کہ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کی محبت کے بعد میں عشقِ محمدؐ میں کلیۃً مخمور ہو چکا ہوں۔ اگر کسی کم نظر کے نزدیک یہ بات کفر ہے تو خدا کی قسم! میں سب سے بڑا کافر ہوں۔ لاریب عشق و محبت کی دنیا میں یہ شعر بے مثل ہے!

عربی اشعار پر نظر کی جائے تو وہاں بھی عشق و محبت کی ایک عجیب دنیا نظر آتی ہے۔ ستر اشعار پر مشتمل عربی قصیدہ ایسا شاہکار ہے جو اس باب میں فقید المثال ہے۔ چند اور عربی شعر بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جن میں عشق و محبت کا بہت منفرد انداز میں ذکر ہوا ہے۔ فرماتے ہیں:

ولو کان ماء'' مثل عَسَلٍ بطَعْمہ
فو اللہ بحر المصطفیٰ منہ اعذَب

کہ اگر پانی اپنے مزہ میں شہد کی مانند ہوتا تو خدا کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ کا سمندر اس سے بہت زیادہ شیریں اور میٹھا ہے!

پھر فرمایا:

سادخل من عشقی بروضۃ قبرہ
وما تعلم ھذ السّرّ یا تارک الھدیٰ

کہ میں اپنے بے پناہ عشق کی برکت سے روحانی طور پر روضۂ رسول میں داخل کیا جاؤں گا۔ مگر اے ہدایت کے دشمن! تجھے اس راز کی کوئی خبر نہیں۔

بے مثال عشق کی گواہیاں

عشق حقیقی تو مشک کی طرح ہوتا ہے جو چھپائے سے چھپ نہیں سکتا۔ ہر شخص اس کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو سچا اور بے مثال عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ ملاء اعلیٰ نے اس کی گواہی دی۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

☆ ملاء اعلیٰ کی گواہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''ایک مرتبہ الہام ہُوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ ء

الہیٰ احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعین ظاہر نہیں ہُوئی اِس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اِسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وُہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے۔ اور اِس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اِس عہدہ کی محبّتِ رسول ہے۔ سو وُہ اِس شخص میں متحقّق ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 598)

☆ غیروں کی گواہی کے سلسلہ میں بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کا بیان ہے کہ وہ ۱۹۱۸ میں قادیان گئے اور ایک ھندو لالہ بڈھامل یا غالبًا لالہ ملاوامل سے جن کا ذکر آپؑ کی کتب میں کثرت سے آتا ہے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر میں دیکھا۔ آپ نے انہیں کیسا پایا۔ ان کا جواب تھا:

''میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا''

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۹)

☆ مشہور مصنف علامہ نیاز احمد خاں نیاز فتح پوری نے آپؑ کے عشقِ رسول کے بارہ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ

''وہ صحیح معنیٰ میں عاشقِ رسول تھے''

(نگار۔ جولائی ۱۹۶۰ بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۸۰)

☆ برصغیر کے نامور ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کی شہادت بھی سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے چچا مرزا عنایت اللہ بیگ نے انہیں ایک بار یہ تاکید کی کہ جب میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے جاؤں تو ان کی آنکھوں کو غور سے دیکھ کر آؤں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں قادیان گیا۔ آنکھوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوا۔ میں نے واپس آکر اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے:

''فرحت! دیکھو اس شخص کو بُرا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے عاشق ہیں''

وہ لکھتے ہیں کہ میں نے چچا سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیسے جانا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جو عاشقِ رسول اپنے محبوب کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے تو اس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے اور سبز رنگ کی ایک لہر دوڑتی رہتی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۷۹۔۵۸۰)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول کے بارہ میں آپؑ کے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بڑے واضح الفاظ میں گواہی دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے۔ میں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ

میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر پر، بلکہ محض نام لینے پر ہی ، حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو۔ آپؑ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔''

(سیرت طیبہ صفحہ ۲۷)

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے شاہدِ رویت کے طور پر گواہی دی اور فرمایا:
''میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے ۔۔۔۔ آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۳۰۸)

غیروں کا عملی اعتراف

عربی زبان میں کہتے ہیں **الفضل ما شھدت بہ الا عداءُ** کہ خوبی اور فضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔ مخالفین احمدیت نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عشقِ رسولؐ میں سرشار منظوم اور منثور کلام کو اپنی تقاریر وتحریرات میں خوب دل کھول کر استعمال کیا ہے لیکن ایمانی اور اخلاقی جرأت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کا نام درج نہیں کیا اور بعض نے تو بددیانتی کی انتہا کرتے ہوئے حضرت اقدس کے پُر معارف بیانات کو اپنے یا کسی اور کے نام سے شائع کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ بطور نمونہ صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک مولوی جان محمد صاحب نے اپنی کتاب اصلی عربی بول چال میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مشہور عربی قصیدہ کے ستّر اشعار میں سے اٹھاون اشعار کتاب کے آٹھ صفحات پر جلی الفاظ میں بغیر نام کے شائع کئے ہیں۔

☆ ادبی سرقہ اور تحریف کی ایسی مثالوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہیں کہ وہ پُر معارف نعتیہ کلام جو عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے بیان ہوا اس کی عظمت اور شان کے آگے غیر بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہیں۔

دن رات ذکرِ محبوب اور درود وسلام

سچے عشق کی ایک نشانی یہ ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو رسولِ پاک ﷺ کی عظمتِ شان کا جو عرفان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اس نے آپ کے قلبِ اطہر کو کچھ اس طرح عشقِ رسولؐ کی آماجگاہ بنا دیا کہ رسول مقبولؐ کی یاد میں آپ کے شب و روز بسر ہوتے اور اسی محبوب سبحانی پر

درود وسلام پڑھنا آپ کا دن رات کا وظیفہ تھا۔ ایک شعر میں آپ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوحٌ لِقَلْبِی

وَصَارَ لِمُهْجَتِی مِثْلَ الطَّعَامِ

کہ محمد مصطفیٰ کی یاد میرے دل کی روح کے طور پر ہے۔ اور آپ کا ذکر تو میری جان کیلئے غذا کی مانند ہے جس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا!

اسی مضمون کو ایک اردو شعر میں یوں بیان فرمایا:

ربط ہے جانِ محمد سے مری جان کو مدام

دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

درود شریف کے حوالہ سے اپنے ایک تجربہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

''ایک رات عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں ﷺ''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۷۶)

☆ ذاتی نمونہ کے علاوہ آپ نے ہمیشہ اپنے احباب کو درود کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جب بھی کسی نے آپ سے درخواست کی کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں۔ اور کبھی فرماتے کہ نماز کا التزام اور کثرت سے درود پڑھنا بہترین وظیفہ ہے۔

ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ درود شریف کس قدر پڑھنا چاہیئے؟ کیا خوب جواب ارشاد فرمایا:

''تب تک پڑھنا چاہیئے کہ زبان تر ہو جائے''

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ ۱۵۶)

☆ درود شریف کی اہمیت اس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی دس شرائط بیعت میں سے تیسری شرط میں حتی الوسع نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت اختیار کرنے کو بھی شامل فرمایا۔

دنیا میں کسی عاشق نے اپنے معشوق اور محبوب کا اس محبت سے اور اس کثرت سے ذکر نہیں کیا ہوگا جس طرح اس عاشقِ صادق نے ذکرِ حبیب ﷺ کا حق ادا کیا ہے۔کیا ہی پیارا شعر ہے جو آپ کی دل کی گہرائیوں سے ابھرا

یَـــا رَبِّ صـــلِّ عَـــلـــىٰ نَبِيِّکَ دَائِـمـــاً

فَـــی هٰـذِہ الـــدُّنْیَـــا وَبَـعْـــثٍ ثَـــانـــیِ

عشق رسول کے حوالہ سے غیرت کے واقعات

عشق ومحبت کے ساتھ غیرت کا مضمون کچھ اسطرح جڑا ہوا ہے کہ دونوں کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ایک عاشقِ صادق کیلئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات برداشت کر سکے۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 1925 میں جب میں انگلستان گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ سے ملاقات کروں کیونکہ یہ پادری بٹالہ میں مشنری رہ چکے تھے اور حضرت مسیح پاکؑ سے بھی کئی بار مل چکے تھے۔دوران گفتگو انہوں نے کہا:

’’میں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی وہ مجھے پسند نہیں تھی کہ جب’’ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ پر اعتراض کیا جاتا۔تو وہ ناراض ہو جاتے تھے۔اوران کا چہرہ متغیرّ ہو جاتا تھا۔‘‘

پادری صاحب کی یہ بات سن کر عرفانی صاحب نے کیا خوب تبصرہ فرمایا کہ پادری صاحب! جو بات آپ کو ناپسند ہے۔میں اسی پر قربان ہوں۔

(حیات احمد جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 22)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب (جنہوں نے آپ کی زندگی میں تو بیعت نہ کی البتہ خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے) کے بیان سے ہوتی ہے۔گھر کے ایک فرد کے طور پر اپنے مشاہدہ کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

’’ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا‘‘

(سیرت طیبہ صفحہ ۳۴ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالطبع بہت حلیم۔بردبار اور مجسم شفقت و پیار تھے۔لیکن اپنے

محبوب آقا کی شان میں بے ادبی کا ایک لفظ بھی نہ سن سکتے تھے۔ایک موقع پر عیسائیوں کی بد زبانی کے تعلق میں آپ نے فرمایا:

''ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔خُدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مدد گار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھ کی پُتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں''

(ترجمہ عربی آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۵)

☆ ایک دفعہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام ایک سفر کے دوران لاہور کے سٹیشن پر انتظار میں تھے۔عصر کا وقت ہوگیا۔آپ نماز کیلئے قریبی مسجد میں وضو میں مصروف تھے۔اس دوران مشہور آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام کو کسی طرح حضور کے وہاں موجود ہونے کا علم ہوا۔وہ بھاگا ہوا آیا اور اپنے انداز میں ہاتھ جوڑ کر حضرت اقدس کو سلام کیا۔حضرت اقدس نے سرسری طور پر نظر اٹھا کر دیکھا اور وضو میں مصروف رہے۔اس پر پنڈت لیکھرام نے رخ بدل کر پھر سلام کیا لیکن آپ خاموش رہے۔جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی صحابی نے ادب سے عرض کیا کہ حضور! پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔اس پر رسول مقبول ﷺ کے عاشقِ صادق نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا:

''ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے''

(سیرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۲۷۱)

☆ ایک دفعہ آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو بھی شمولیت اور تقریر کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں ہرگز کوئی دل آزار بات نہیں ہوگی۔حضور نے اس مجلس کے لئے ایک مضمون لکھا اور حضرت مولانا نورالدین صاحب اور بعض دیگر صحابہ کو شمولیت کے لئے بھجوایا۔آریوں نے اپنے وعدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی تقاریر میں رسول پاک ﷺ کے خلاف سخت زہر اگلا اور بد زبانی کی حد کر دی۔جب احمدی وفد واپس قادیان آیا اور حضور کو سب حالات کا علم ہوا تو باوجود اس بات کے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب اور دیگر صحابہ آپ کو بہت عزیز تھے۔آنحضرت ﷺ سے غیر معمولی عشق و محبت اور غیرت کی وجہ سے آپ کو سخت دکھ ہوا اور آپ نے اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیارے دوستوں کو فرمایا کہ تمہاری غیرت

نے کیسے برداشت کیا کہ تمہارے محبوب آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم وہاں خاموش بیٹھے سنتے رہے؟

☆ عزیز واقارب سے ہمدردی اور صلہ رحمی اسلام کی تعلیم ہے۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حکم پر بڑے تعہد کے ساتھ عمل فرماتے لیکن جہاں کہیں کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کے محبوب اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کے خلاف ہوتی تو یہ بات آپ کے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھی۔

آپ کے ایک چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی بیوی کے منہ سے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا۔اس پر باوجود سب ادب واحترام کے اور صلہ رحمی کے جذبات کے، آپ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ آپ جو کھانا کھا رہے تھے اسے چھوڑ کر اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد آپ نے ان کے گھر سے کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔

(سیرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۲۷۰)

☆ ۱۸۹۳ کی بات ہے۔امرتسر میں عیسائیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مباحثہ ہوا جس کا نام جنگ مقدس رکھا گیا۔ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے آپ کو دیگر احباب کے ہمراہ چائے کی دعوت پر مدعو کیا۔آپ نے یہ دعوت صرف اس وجہ سے رد فرما دی کہ یہ لوگ میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور آپؐ کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ہماری غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ایسے معاندین کے ساتھ مل بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

☆ جن ایام میں عیسائی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ ہو رہا تھا ان دنوں گرمی بہت تھی۔بار بار پانی کی ضرورت پڑتی۔اس جگہ ایک کنواں بھی تھا جو عیسائیوں کی تحویل میں تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں عیسائیوں کی گستاخیوں کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سخت گرمی کے باوجود ان کے کنویں سے پانی پینا پسند نہ فرماتے تھے۔بلکہ اپنے استعمال کے لئے حسبِ ضرورت پانی اپنے ساتھ لیکر جایا کرتے تھے۔ناموسِ رسول ﷺ کے لئے دلی محبت اور غیرت کا کیسا ایمان افروز نمونہ ہے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ ۱۹۸)

ساری زندگی۔عشق ومحبت میں

ایک سچے عاشق کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ محبوب پر مر مٹے اور اس کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر دے۔
حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دل کی تمنا یہ تھی:

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفیٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

میری جان محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہ میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے۔ کاش کہ یہ مقصود مجھے مل جائے۔
فدائیت کا یہ جذبہ صرف ایک تمنا کی حد تک نہ تھا بلکہ حق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی۔ اس کا ایک ایک لمحہ اور خدا داد طاقت وقوت کا ایک ایک ذرّہ رسول مقبول ﷺ کی محبت اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں کلیۃً وقف تھا۔ اسلام کے احیاء اور اس کی سربلندی کیلئے آپ نے دردمندانہ دعائیں کی۔ مخالفین اسلام سے زندگی بھر چومکھی لڑائی لڑی۔ اس شان سے قلمی جہاد کا حق ادا کیا کہ ہر محاذ پر مخالفین اسلام کے سب حملوں کو بُری طرح ناکام ونامراد بنادیا۔
حضرت سلطان القلم نے روحانی خزائن کی صورت میں جو زبردست لٹریچر پیدا کیا وہ اس فدائیانہ جہاد کی عظمت پر زندہ گواہ ہے۔ اسی عاشقانہ خدمت کی بنا پر آپ کے وصال پر آپ کے مخالفین نے آپ کو اسلام کے فتح نصیب جرنیل کے طور پر یاد کیا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ دینِ اسلام سے بھرپور زندگی کا راز اور اصل محرک رسول پاک ﷺ سے سچی محبت اور دین اسلام کی خدمت اور سربلندی کا غیر معمولی جذبہ تھا جو آپ کی زندگی کا اصل مقصود تھا۔ اس سچے عشق ومحبت کی خاطر آپ نے مخالفین کے ہاتھوں طرح طرح کے دکھ بھی اٹھائے۔ گالیاں بھی کھائیں۔ آپ پر کفر کے فتوے بھی لگائے گئے۔ ہر ظلم وستم آپ پر روا رکھا گیا لیکن عشقِ محمد عربی ﷺ کی خاطر عاشقِ صادق نے یہ سب برداشت کیا اور آپ کی فدائیت میں سرِ موفرق نہ آیا۔ اگر آپ کی یہ ساری بھرپور مجاہدانہ زندگی آپ کے انتہائی عشقِ رسول کی مظہر نہیں تو اور کیا ہے؟

قدم قدم پر اطاعتِ محبوب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کی مبارک زندگی کی ہر حرکت وسکون میں اطاعتِ محبوب کا بے پایاں اور بے ساختہ جذبہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔
☆ ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں آپ کا قیام گورداسپور میں تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ آپ کے آرام کے خیال سے خدام نے ایک مکان کی کھلی چھت پر آپ کی چارپائی بچھائی۔ آپ تشریف لائے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی منڈیر یا پردہ کی دیوار نہیں۔ آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور خدام سے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے محبوب آقا ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے وہاں سونے سے انکار فرمادیا اور سخت گرمی کے باوجود رات ایک بند کمرے میں گزاری۔

(سیرت طیبہ صفحہ ۱۰۹)

☆ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک صحابی مرزا دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ

دستور تھا کہ فجر کے وقت جگانے کے لئے اپنی انگلیاں پانی میں ڈبو کر ایک ہلکا سا چھینٹا میرے چہرے پر ڈالا کرتے تھے۔ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھے آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے؟ عاشقِ صادق نے جواب میں فرمایا:

میرے آقا رسولِ اکرم ﷺ کا بھی یہی طریق تھا!

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۰)

☆ ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔باہر سے تشریف لائے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔اتنے میں کسی شخص نے باہر دروازہ پر دستک دی۔مہمانوں میں سے ایک شخص نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔یہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی جلدی سے خود اٹھے اور اس دوست سے فرمایا:

''ٹھہریں ٹھہریں۔میں خود دروازہ کھولوں گا۔آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے''

(سیرت طیبہ صفحہ ۱۱۰)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری زندگی خود بھی اسوہء رسول ﷺ کی پیروی کی اور اپنے اصحاب کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مردوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ

''مرد اپنی بیویوں کا گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹایا کریں۔یہ ثواب کا کام ہے۔رسول کریم ﷺ بھی گھر کے کام میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے''

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ ۳۱۸)

نیکی کی ہر تحریک کے وقت اسوہء رسول کا حوالہ دینا کیا ہی پیارا عاشقانہ انداز ہے۔

محبوب کی ہر چیز پیاری

عشقِ حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ سچا عاشق اپنے محبوب سے متعلق ہر شے سے محبت کرنے لگتا ہے۔
ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچہء آلِ محمدؐ است

میری جان اور میرا دل سب میرے محبوب محمد ﷺ کے جمال پر قربان۔میری خاک بھی آپؐ

کی آل کے کوچہ پر قربان ۔

آل رسولؐ سے سچی اور دلی محبت کے دو واقعات عرض کرتا ہوں

☆ حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدسؑ قادیان میں اپنے باغ میں چارپائی پر تشریف فرما تھے ۔ میں کچھ احباب کے ساتھ زمین پر ایک بوریئے پر بیٹھا تھا کہ اچانک حضورؑ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا:

ڈاکٹر صاحب ! آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں ۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ حضرت صاحب کے برابر ہو کر بیٹھوں ۔حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو میں نے ادب سے عرض کیا کہ میں یہیں ٹھیک ہوں ۔لیکن حضور نے پھر تیسری بار خاص طور پر فرمایا ''آپ میرے ساتھ چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے''

☆ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے ۔محرم کا مہینہ تھا۔آپؑ کو کربلا کے المناک واقعہ کی یاد آئی ۔ اپنے محبوب کی اور آپؐ کے جگر گوشوں کی محبت نے جوش مارا۔آپ نے اپنے دو چھوٹے بچوں کو اپنے قریب بلایا۔اور فرمایا آؤ بچو! میں تمہیں محرم کی کہانی سناتا ہوں ۔ پھر آپ نے بہت دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ۔آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی ۔آپ نے بڑے کرب کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا''

گھر کے ماحول کا یہ واقعہ آپ کے عشقِ رسولؐ کا کیا خوب آئینہ دار ہے!

☆ محبوب کے گلی کوچوں سے محبت کا اظہار تو ایک روایت اور رسم بن گئی ہے ۔اس باب میں سچی الفت اور محبت کا نظارہ کرنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان شعروں کی زبان میں سنئے ۔ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

کہ اے میرے محبوب ! اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر قلم کئے جا رہے ہوں تو سب سے پہلے جو شخص تیرے عشق کا نعرہ بلند کرے گا، وہ میں ہوں گا۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵۸)

اور پھر حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی دیوانہ وار محبت وعشق کا اندازہ اس شعر سے کیجئے کہ گویا آپ ایک لمحہ کی دوری بھی اپنے محبوب سے گوارہ نہ کر سکتے تھے۔ کیا بے تاب تمنا آپ کے دل سے اٹھی۔ فرمایا:

یحب جنانی کلّ ارضٍ و طئتھا

فیا لیت لی کانت بلادک مولَدا

کہ میرا دل اُس ساری زمین کی محبت میں فنا ہے جس پر آپؐ کے مبارک قدم پڑے۔ کاش کہ میں آپؐ کے مبارک وطن میں پیدا ہوا ہوتا!

وفورِ محبت کا اظہار

آنحضرت ﷺ کے عشق ومحبت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دل میں جس شہر الفت بسانے کا ذکر کیا ہے اس کی گلی گلی آپ کے عشقِ رسولؐ پر زندہ گواہ ہے۔

☆ ایک روز حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ گھر میں حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا اور ان کے والد حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ دوران گفتگو حج کا ذکر آنے پر حضرت میر صاحب نے کہا کہ اب تو حج پر جانے کے لئے سفر بہت آسان ہو گیا ہے۔ حج کے لئے جانا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ باتیں سن رہے تھے۔ حج کا ذکر آنے پر آپ کے جذبات میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ کی چشمِ تصور نے خانہ کعبہ کو اور روضہ ءنبوی ﷺ کو دیکھا اور وفورِ محبت سے بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ حج کی بے تاب تمنا بیدار ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ہی آپ جذبات کی دنیا میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے آنسو پونچھتے جاتے اور حضرت میر صاحب سے مخاطب ہو کر صرف اتنا فرمایا:

’’یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا!‘‘

دنیا کے لوگ تو مزارِ نبوی کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بھی خشک آنکھوں سے واپس آ جاتے ہیں۔ اس عاشقِ زار کی حالت دیکھو۔ ہزاروں میل دور بیٹھے مزارِ نبویؐ پر حاضری کے تصور سے ہی آنسوؤں کی برسات جاری ہوگئی!

(بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ ۳۵۔۳۶)

☆ تنہائی میں ہونے والے واقعات یقیناً حق کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان میں تکلف اور ریا کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں مسجد مبارک میں داخل ہوا

تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے ٹہل رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ گنگناتے ہوئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں جو آپؓ نے رسول مقبول ﷺ کے وصال پر کہا تھا۔

كُنتَ السَّوادَلِناَظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِر

مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحاَذِر

یعنی اے میرے محبوب! تُو تو میری آنکھ کی پُتلی تھا آج تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے کچھ پرواہ نہیں، مجھے تو بس تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور دنیا و مافیہا سے کٹ کر اپنی ایک جذباتی کیفیت میں تھے کہ میری آہٹ سن کر آپ نے چہرے پر سے رومال والا ہاتھ اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سے اس کیفیت کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں حسّان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا!

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۲)

حضرات! یہاں ایک لمحہ رک کر ذرا سوچیے کہ جب کسی کو کسی بزرگ یا عزیز کی وفات کا غم پہنچتا ہے تو وقت کا مرہم اس کی دوا بن جاتا ہے لیکن اس عاشقِ زار کے عشق و محبت کو دیکھیئے کہ اس کے محبوب کے وصال پر تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ تنہائی میں اس کے وصال کی یاد آتی ہے اور جذبات کا سمندر کناروں سے اچھل پڑتا ہے۔ رسولِ پاک ﷺ کی محبت میں آپ کا اپنا عارفانہ کلام بے مثال ہے۔ لیکن ایک صحابیٔ رسولؐ کا لکھا ہوا درد بھرا شعر پڑھ کر آپ کو یوں لگا کہ گویا یہ آپ ہی کے دل کی آواز ہے اور بے اختیار اس تمنّا کا اظہار فرمایا کہ

کاش یہ شعر میں نے کہا ہوتا!

یہ بے تاب تمنا آپ کے بے مثال عشقِ رسولؐ پر شاہدِ ناطق ہے۔

سب کچھ میرے آقاؐ کا

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جو کچھ عطا ہوا وہ سب کا سب براہ راست آپؐ کو خدا سے ملا اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جو کچھ پایا وہ سارے کا سارا آنحضرت ﷺ کی سچی اور بے مثال محبت اور کامل اتباع کی برکت سے پایا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک تو آقا اور معلم کل جہاں کہلایا ﷺ اور دوسرے نے اس آقا کی غلامی کا شرف حاصل کیا اور مسیح الزمان کا مرتبہ پایا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا:

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے

جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

عاشقِ رسولؐ جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے مثال عشقِ رسولؐ آپ کی زندگی تک محدود نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ آپ کے وصال کے بعد بھی تا ابد جاری ہے۔آپ کا کلام زندہ۔آپ کا اسوہ زندہ اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تقویٰ شعاروں کی ایسی جاںنثار جماعت اپنی یادگار چھوڑی ہے جو نظامِ خلافت کے زیرِ سایہ عشقِ محمد ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں احمدیوں کے سینہ میں رسول پاک ﷺ کی محبت کا بحر بیکراں موجزن ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عطا ہے۔رسول پاک ﷺ کے زندہ جاوید فیضانِ رسالت کی برکت ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عظیم قوتِ قدسیہ کا کرشمہ ہے۔عشقِ محمد ﷺ کا چراغ کیسا عظیم الشان ہے کہ اس نے قلبِ احمد علیہ السلام کو نور سے بھر دیا اور کیسا فیضان رساں یہ چراغِ محبتِ رسول ہے کہ آج اس کے ذریعہ اکنافِ عالم میں عشقِ محمد سے کروڑوں چراغ روشن ہیں۔آپ نے وہ واقعہ تو سنا ہوگا کہ افریقہ میں ایک عیسائی نے جب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا تو اس میں کیسا عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اسلام لانے سے قبل وہ ہر روز اپنی نادانی میں رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔احمدی ہونے کے بعد ہر رات سونے سے قبل وہ اُسی زبان سے درود وسلام پڑھتے ہوئے بستر پر دراز ہوتا تھا۔اور آج مغرب ومشرق میں ایسے غلامانِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعداد اتنی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کی صورت میں عاشقِ رسولؐ جماعت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسولِ مقبول ﷺ کا ایک تابندہ ثبوت ہے جس کی عظمت وشوکت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔

☆ اے سننے والو سنو! اور دیکھو کہ یہ ہے وہ سچا فیضانِ ختمِ نبوت جس نے جماعت احمدیہ کو عشقِ رسولؐ کا شیریں پھل حضرت امام الزماں مہدی علیہ السلام کی صورت میں عطا فرمایا اور پھر دنیا کے سب سے بڑے عاشقِ رسولؐ نے عشقِ محمدیؐ کی لازوال دولت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ یہ وہ شمعِ نور ہے جو احمدیوں کے سینوں میں جگمگاتی ہے اور تا ابد جگمگاتی رہے گی۔ہم عشقِ رسولؐ کے اس عَلَم کو کبھی سرنگوں نہیں ہونے دینگے۔ ہمارے سر تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن عشقِ رسول کی جو مے ہمیں پلائی گئی ہے اس کا نشہ کبھی نہیں اتر سکتا!

اختتامیہ

ابھی دو ماہ قبل کی بات ہے کہ دشمنانِ احمدیت نے ظلم و بربریت کی انتہا کرتے ہوئے لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد میں معصوم اور فدائی احمدیوں کے مقدس خون سے ہولی کھیلی۔خدا کے گھر میں ،عبادت گزار نمازیوں کو عین

جمعہ کے وقت شہید کر کے ظالموں نے اور ان کی پشت پناہی کرنے والوں نے اپنے نامہ ءاعمال کو سیاہ کر لیا۔دشمن نے چاہا تھا کہ وہ اس سفا کی اور دہشت گردی کے ذریعہ عشقِ رسول عربی ﷺ کے متوالوں کو اس مقام سے ہٹا دے لیکن ان نادانوں کو کیا علم کہ یہ تو عاشقانِ محمد عربی ﷺ کی فدائی جماعت ہے جو اس بات کا عہد کر چکی ہے کہ وہ ناموسِ رسالت کی عظمت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔

دیکھو! لاہور کے شہیدانِ باوفا نے کس طرح اپنے مقدس خون سے داستانِ وفا رقم کی ہے۔ یہ وہ شہداء ہیں جنہوں نے اپنے عہدِ بیعت کو پورا کر دیا اور آسمانِ احمدیت پر ستاروں کی طرح روشن ہو گئے۔انہوں نے اپنی شہادتوں سے عشق ومحبتِ رسولؐ کی وہ دلفریب کہکشاں بنائی ہے جو ہمیشہ ان کی قربانیوں کی یاد دلاتی رہے گی۔

یہ وہ شہیدانِ عالی مرتبت ہیں کہ جو زندگی کے آخری لحات میں بھی کلمہ طیبہ اور درود کے کلمات کو نہیں بھولے۔خود یہ بابرکت کلمات پڑھتے ہوئے اور ساتھیوں کو اس کی تلقین کرتے ہوئے،موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ،اپنی جانوں کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا۔شہادت کا رتبہ پا کر ابدی زندگی کے وارث ہو گئے۔وہ اپنی مراد کو پا گئے اور باقی احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عزمِ صمیم پر قائم ہیں کہ ہم اس راہِ صدق و وفا سے ہرگز ہٹنے والے نہیں۔کیونکہ ہمارے دل عشقِ محمد عربی ﷺ سے کناروں تک بھرے ہوئے ہیں۔

اے ظالمو! جو کرنا ہے کر لو جو ظلم ڈھانا ہے ڈھا لو۔لیکن یاد رکھو کہ تم کبھی اور کسی قیمت پر ایک احمدی کو بھی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے مقدس دامن اور آپؐ کی محبت سے جدا نہیں کر سکتے۔

کان کھول کر سن لو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا خمیر عشقِ رسول عربیؐ سے اٹھایا گیا ہے۔یہی ہماری زندگی ہے۔ہم اسی سے زندہ ہیں۔اسی پر ہماری موت ہوگی۔اور موت کے وقت بھی ہر احمدی کی زبان پر یہی عشق و محبت کا نعرہ ہوگا!

حضرات! میں اپنی تقریر کا اختتام رسولِ مقبول ﷺ کے سب سے بڑے عاشق اور غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔آپ نے ہم سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ ﷺ۔سو تم کوشش کرو

کہ سچی محبت اِس جاہ وجلال کے نبیؑ کے ساتھ رکھواور اُس کے غیر کواس پر کسی نوع کی بڑائی مت دوتا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ‘‘

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳ ۔ ۱۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے ۔ آمین